نقد و نظر

نام کتاب : تفسیر منسوخ القرآن

مصنف : رحمت اللہ طارق صاحب

ناشر : ادارہ ادبیاتِ اسلامیہ، صرافہ بازار، پاک گیٹ، ملتان

صفحات : ۹۰۶ قیمت : درج نہیں ہے۔

قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ایسی جامع اور محفوظ کتاب ہے جو مسلمان کی زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی ایام سے مسلمان قرآنِ حکیم کی خدمت سرانجام دینا اپنے لیے باعث فخر اور سرمایۂ اُخروی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنِ مجید اور اس کی تعلیمات کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر مسلمانوں نے توجہ نہ دی ہو اور گراں قدر تصانیف نہ چھوڑی ہوں۔

قرآنِ حکیم کے تعلق سے ایک اہم موضوع "ناسخ و منسوخ" کا بھی ہے، جس پر ہمارے متقدمین نے بہت توجہ دی ہے اور متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس مسئلے کا حاصل یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی بعض آیات سے دوسری بعض آیات کے احکام کو منسوخ قرار دیا جاتا رہا ہے، اس سے بعض لوگ جو قرآن کے اسلوب و انداز سے آشنا نہیں، سمجھتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں تصرف کرکے ان کو اپنی ضرورت اور منشا کے مطابق ڈھال رہا ہے لیکن اگر دقتِ نظر سے دیکھا جائے تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ انسانی عقل و شعور ہمیشہ ترقی پذیر رہا ہے۔ اس خدائے حکیم و دانا نے انسانی عقل و شعور کے ارتقائی مراحل کو پیش نظر رکھ کر احکام دیے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بعض احکام وقتی اور خاص حالات کے تحت نازل ہوتے ہیں، جو ہر وقت عملاً نافذ نہیں ہوتے۔ جب وہ عملاً نافذ نہیں ہوتے اس وقت انہیں منسوخ سمجھا جاتا ہے اور جب کبھی وہ حالات و کوائف لوٹ آئیں جن کے مطابق وہ احکام صادر ہوئے تھے تو یہ احکام پھر سے لاگو اور

نافذ العمل قرار پائیں گے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے بلکہ منشائے ایزدی کے عین مطابق اور دین اسلام کی وسعت کی دلیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے سلف میں مسئلہ "ناسخ و منسوخ" کے بارے میں دو آراء موجود ہیں۔ اہل علم کا ایک جم غفیر مسئلہ ناسخ و منسوخ کے حق میں ہے اور اس کے اپنے ٹھوس دلائل ہیں۔ پھر ہر آیت کے ناسخ یا منسوخ ہونے کے بھی الگ الگ قرائن و دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔ جبکہ ایک گروہ قرآن حکیم میں نسخ کے عمل کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس کا کہنا ہے کہ قرآن حکیم نسخ کے عمل سے مبرا اور پاک ہے۔ اس ضمن میں زیر نظر کتاب "تفسیر منسوخ القرآن" کے مؤلف رحمت اللہ طارق صاحب کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآن مجید میں نسخ فقہاء اور محدثین کی گروہی جانب داری کا نتیجہ ہے۔ (دیکھیے، ص ۱۰۴)

زیر تبصرہ کتاب حرف آغاز، دو ابواب، کتابیات اور سند اجازت پر مشتمل ہے۔ پہلا باب دس فصول پر مشتمل ہے۔ اس باب میں نسخ سے تعلق رکھنے والے مختلف موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا طویل حصہ دوسرے باب پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے سخن ہائے گفتنی کے عنوان سے اس باب کے آغاز میں بحث کا طریق کار اس طرح بیان کیا ہے۔

سورۃ کا نام لکھ کر منسوخ آیت، کا مختصر عنوان قائم کیا ہے۔ اس کے بعد نسخ کا نمبر مقرر کیا ہے۔ پھر دلیل نسخ بیان کر کے اس کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ پانچویں عنوان "قول فیصل" کے ذیل میں نسخ کی حیثیت کو کسی نہ کسی طریقے سے مشکوک بنا دیا گیا ہے۔ مزید برآں آیت زیر بحث میں پوشیدہ حقائق و غوامض کی نشان دہی کی گئی ہے اور راویان حدیث کے چال چلن کی تشخیص کی ہے۔ (تلخیص، ص ۱۰۶، ۱۰۷)

اسی دوسرے باب میں رحمت اللہ طارق صاحب نے ۳۱۵ ایسی آیات بیان کی ہیں جنھیں کسی نہ کسی طریقے سے منسوخ قرار دیا گیا اور پھر اپنے مقررہ کردہ قواعد کے مطابق ان کی تحلیل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ آیات منسوخ نہیں ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے اظہار رائے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ اس کتاب کے نام "تفسیر منسوخ القرآن" اور فاضل بھائی کے مسلک کے مابین ایک ظاہری تضاد

اس طرح سے دکھائی دیتا ہے کہ انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن مجید نسخ سے مبرا ہے، جبکہ ان کے تجویز کردہ نام کتاب سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے قرآن حکیم میں نسخ کو قبول کرکے اس کی تعبیر و تشریح بیان کی ہے۔ اسی بنا پر کتاب کے نام کی تشریح کئی سطور میں کی گئی ہے کیونکہ ظاہری نام اور موضوع زیر بحث میں تطابق نہیں ہے۔

۲۔ محترم مؤلف نے حوالے دیے بغیر یہ تحریر فرمایا ہے کہ مفسرین کے نزدیک بالاتفاق دو سو آیات اب بھی منسوخ ہیں اور تین سو تریسٹھ ایسی آیات ہیں جو قرآن مجید میں درج نہ ہو سکیں (ملاحظہ ہو ص ۸۹) جبکہ زیر بحث کتاب میں ۳۱۵ منسوخ آیات زیر بحث آتی ہیں۔ اس طرح ان کے اپنے قائم کردہ اعداد و شمار ان کا ساتھ نہیں دیتے۔

۳۔ دلیل نسخ بیان کرتے وقت یہ تو بیان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ فلاں کے نزدیک زیر نظر آیت منسوخ ہے۔ (ایسے امور کے لیے ملاحظہ فرمایئے، نسخ نمبر ۱۴، ۱۶ - ۱۷، ۹۰، ۹۹ وغیرہ وغیرہ) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

۴۔ باب دوم کی فہرست مضامین بیان کرتے وقت یہ طریق کار اختیار کیا گیا ہے کہ ایک بڑا موضوع جیسے "عقائد اسلام" قائم کرکے اس سے وابستہ جملہ آیات کو درج کر دیا گیا ہے اور نسخ نمبر نیز صفحہ وغیرہ کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے تاکہ قاری کو تلاش میں آسانی رہے۔ لیکن بعض موضوعات جامع و مانع نہیں ہیں۔ مثلاً پہلے ہی موضوع "معاشیات اسلام" (ص ۱۱) کو لیجیے جس میں وراثت کے مسائل بیان نہیں کیے گئے، حالانکہ وراثت اسلامی معاشیات کا ایک اہم جز ہے، اسی لیے "وراثت کے مسائل" الگ بیان کیے گئے ہیں (ص ۱۷)۔

۵۔ سخن ہائے گفتنی میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے، کتابوں اور اقتباسات کے حوالے بمع سطور قلم بند کر دیے گئے ہیں (ص ۱۰۶)، حالانکہ آپ ساری کتاب پڑھ جایئے کہیں بھی سطور کے حوالے نہیں ملتے۔ الاماشاءاللہ اسی طرح فاضل مؤلف حوالہ درج فرماتے وقت کہیں مصنف کا نام نہیں لکھتے (ص ۲۲۲ - ۱۶۳) کہیں کتاب کا نام تحریر نہیں فرماتے (ص ۱۴۲) اور کتاب کا سن طباعت بھی درج نہیں ہوتا۔ اسی طرح کتابیات میں بہت سی کتب کے مصنفین کے نام نہیں لکھے گئے اور بعض دوسری کتب کے سنین طباعت درج نہیں کیا۔

۶۔ کتاب کے مطالعہ سے ایسا احساس ابھرتا ہے کہ مرتب کتاب نے بعض باتیں پہلے سے فرض کرلی ہیں اور پھر انھیں ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ

جس مسئلہ میں اختلافِ رائے ہو، اس میں آپ کو کسی رائے کو اختیار کرنے اور اس کی تائید و حمایت کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کا کبھی یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ اپنے اسلاف اور متقدمین کو جاہل مطلق اور حیا تک سے عاری قرار دے کر خود حکم بن کر "قولِ فیصل" مسلط کریں۔ یہ تسلیم کہ قرآنِ مجید کی ابدیت بلا کم و کاست ثابت کرنا ایک اچھا جذبہ اور نیک نیتی پر مبنی کوشش ہے، لیکن یہ کہاں کی اچھائی ہے کہ آپ یہ مقصد دوسروں کی پگڑیاں اچھال کر اور ان پر سب و شتم کرکے حاصل کریں۔

۷۔ صفحہ ۱۴۴ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ طارق صاحب دین کے بعض شعائر کا استخفاف کرتے ہیں۔ کسی بھی طبقہ کے فرد کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی شعار کی بےحرمتی کرے اور فاضل مرتب جو کہ گروہی شعور کے خلاف علم بغاوت کر رہے ہیں، خود ہی ایک خاص قسم کا گروہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۸۔ زیر تبصرہ کتاب میں زبان نہایت اوچھی اور رکیک استعمال کی گئی ہے جو کسی بھی علمی تصنیف کے شایانِ شان نہیں ہو سکتی۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رحمت اللہ صاحب دانستہ طور پر وہ تمام الفاظ اور اصطلاحات جو پہلے سرمایہ داروں کے خلاف استعمال کرتے رہے ہیں، اب علمائے دین کے خلاف استعمال کرکے انھیں تختۂ مشق بنانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اس رویہ کو "ردِ عمل کی نفسیات" (ص ۵) قرار دیا ہے۔ جس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

۹۔ زیر تبصرہ کتاب کے چند الفاظ بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ زبان کا معیار کیا ہے۔ دسیسہ کاریاں، تلبیسی پردے، ابلیسانہ چابکدستی، گورکھ دھندا، کج پسند نگاہیں، کوتہ نظر محدث، تحریر و قلم کی بدنصیبی ورثے میں ملی، سازش، بغاوت، حیا سے خالی۔ یہ الفاظ ابتدائی چند صفحات سے ماخوذ ہیں جبکہ ساری کتاب اسی طرح کی عبارات سے "مرصع" ہے۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ بہرحال یہ کہنا پڑے گا کہ مرتب نے محنت شاقہ سے کتاب مرتب کی ہے۔

(محمد طفیل)